تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم
۸ تا ۱۴ جون ۲۰۰۰ء
مدیر : حافظ عاکف سعید

پیغمبر اعظم و آخر صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد — انسانیت کیلئے رحمت

عالم انسانی اندھیروں میں ڈوب چکا تھا۔ کاروانِ زندگی اپنی راہ و منزل کو گم کر کے بھول بھلیوں میں سرگرداں تھا۔ چونکہ جرم و گناہ تاریکی ہی میں نشوونما پاتے اور کھل کھیلتے ہیں، اس لئے حیاتِ انسانی مجرموں، ظالموں اور استحصالی قوتوں کی محکوم و غلام تھی۔ کوئی فریاد رَس و غم خوار نہ تھا۔ رہنما خود گم کردہ راہ تھے۔ تشتت و افتراق اور تضاد و تخالف کی وجہ سے ہر گوشۂ حیات میں فساد برپا تھا۔ حیاتِ انسانی کا وجود شرک و بت پرستی سے پارہ پارہ ہو چکا تھا۔ خوف و حزن کے موت افگن سائے پھیل کر کل حیاتِ انسانی کو محیط ہو چکے تھے۔

انسان تضادات کا شکار تھا اور ہر گوشہ حیات میں ابتری و برہمی پھیل چکی تھی۔ روحِ انسانی بلکہ روحِ کائنات بھی مضطرب و پریشان اور آتش خوف و حزن میں جل رہی تھی۔ اُسے اس نجات دہندہ ہستی کا انتظار تھا جس نے رحمۃ للعالمینؐ بن کر ظہور کرنا تھا۔ وہ عظیم ہستیؐ جو منتظر حیات و زمانہ تھی، انسانیت ہی کے لئے نہیں، بلکہ تمام عالموں کے لئے رحمت تمام تھی، وہ ختم الرسلؐ اور خاتم النبیینؐ تھی اور اُسے دُنیا میں ایک عالمگیر وہمہ گیر حسین و منور اور مثالی و لاثانی انقلاب لانا اور حسین و منور مثالی معاشرے کی تشکیل و تعمیر کرنا تھی جس سے تمام بنی نوع انسان نے بالخصوص ابد تک کے لئے مستفید ہونا تھا۔ وہ ہستیؐ تاریخ ساز و عہد آفریں تھی، لہٰذا ربّ رحیم و جمیل کی نگاہ میں تھی اور روحِ انسانیت کو صدیوں سے اس کا انتظار تھا۔ بقول اقبال ؎

عمر ہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

(ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کی کتاب "پیغمبر اعظم و آخر" سے ایک اقتباس)

اس شمارے میں

☆ امیر تنظیم کا خطابِ جمعہ 2
☆ خبرنامہ افغانستان 3
☆ گوشۂ سیرت صلی اللہ علیہ وسلم 4
☆ مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ 5
☆ ہمارے اسلام میں کیا کمی آئی؟ 7
☆ مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ 8
☆ ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں 9
☆ کاروان خلافت منزل بہ منزل 10
☆ یو این او کا عالمی مینڈیٹ 12

نائب مدیر :
فرقان دانش خان
معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان
نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین
پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت : 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زرِ تعاون ۔/175 روپے

پاکستان میں جس قدر دعوت قرآنی کا غلغلہ بلند ہوا' اس کی نظیر پوری دنیا میں ملنا مشکل ہے

1971ء میں سقوط مشرقی پاکستان کی صورت میں چھوٹے عذاب سے ہم نے کچھ سبق حاصل نہ کیا

جب تک ہم عالمی مالیاتی اداروں کے خلاف علم بغاوت بلند نہیں کریں گے معاملات ہرگز درست نہیں ہو سکتے

پاکستان کی تقدیر کو معیشت کی بہتری سے وابستہ قرار دینا قیام پاکستان کے پس منظر سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے

حکومت سپریم کورٹ کے فیصلے کو بنیاد بنا کر عالمی سودی نظام سے قطع تعلق کا اعلان کرے

مسجد دارالسلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۲/ جون ۲۰۰۰ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

میں آج سورۂ سجدہ کی آیات ۲۱ اور ۲۲ کے حوالے سے گفتگو کروں گا۔ آیت ۲۱ میں اللہ تعالیٰ کی ایک سنت کے حوالے سے ایک شدید وارننگ دی گئی ہے۔ فرمایا :

"اور ہم لازماً ان کو چکھائیں گے چھوٹا عذاب اس بڑے عذاب سے پہلے' شاید کہ یہ لوٹ آئیں"۔

(السجدہ : ۲۱)

یہاں عذاب الٰہی کی دو قسمیں بیان ہوئی ہیں' عذاب ادنیٰ اور عذاب اکبر۔ عذاب اکبر سے مراد عذاب اخروی بھی ہو سکتا ہے کیونکہ سب سے بڑا عذاب جہنم کا عذاب ہے۔ لیکن ایک رائے یہ ہے کہ اس سے مراد وہ عذاب ہے جو دنیا میں ان نافرمان قوموں پر آتا رہا جنہوں نے بحیثیت مجموعی اپنے رسول کی دعوت کو رد کر دیا۔ ایسی قومیں عذاب استیصال کے ذریعے ہلاک کر دی گئیں یعنی ان قوموں کو نیست و نابود کر دیا گیا' ان کی جڑ کاٹ دی گئی۔ اللہ کی سنت یہ رہی ہے کہ اس طرح کے بڑے عذابِ استیصال سے پہلے متعدد چھوٹے چھوٹے عذاب بھیجتا تھا تاکہ لوگ ہوش میں آجائیں' سنبھل جائیں۔

اس آیہ مبارکہ کی روشنی میں اگر پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ہم پر ۱۹۷۱ء میں سقوط مشرقی پاکستان کی صورت میں عذاب ادنیٰ آیا تھا۔ لیکن ہم نے اس چھوٹے عذاب سے کچھ سبق حاصل نہیں کیا۔ نہ ہم نے انفرادی سطح پر اپنے معمولات میں کوئی تبدیلی کی' نہ اجتماعی سطح پر نظام بدلنے کی کوئی سعی کی۔ ہم جیسے ۱۹۷۱ء سے پہلے تھے بعد میں بھی بغیر کسی فرق کے ویسے ہی رہے۔ لہٰذا اس کا شدید اندیشہ ہے کہ ہم پاکستانیوں پر وہ بڑا عذاب بھی آجائے کہ جس کے بعد مہلت ختم ہو جایا کرتی ہے۔ دعا کرنی چاہئے کہ ایسا نہ ہو لیکن بحیثیت مجموعی قومی بداعمالیوں کی پاداش میں اس کا امکان موجود ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ پاکستان دنیا میں واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر بنا تھا۔ لیکن ہم نے وعدہ خلافی کی' اللہ اور اس کے رسول

منبر و محراب

کے دین کے ساتھ بے وفائی کا معاملہ کیا اور تاحال یہاں اسلام نافذ نہ کر کے وعدہ خلافی کی روش جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ اللہ کی رحمت ہماری دستگیری کرتی رہے۔ بقول شاعر ؎

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

ہماری بداعمالی اور کوتاہی کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے جو اگلی آیت میں بیان ہوا ہے :

"اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو گا جس کو اس کے رب کی آیت کے ذریعے نصیحت کی جائے' پھر بھی وہ ان (آیات) سے اعراض کرے۔ ہم ایسے مجرموں سے یقیناً بدلہ لیں گے" (السجدہ : ۲۲)

یہ آیت قرآنی واقعتاً بہت سخت ہے۔ اس آیت کے حوالے سے بھی ہم پاکستانی اللہ کے سب سے بڑے مجرم ہیں۔ پاکستان وہ واحد خطہ ہے جہاں قرآن مجید کے ذریعے سے دعوت و نصیحت اور تذکیر کا کام اتنے بڑے پیمانے پر اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذریعے سے کرایا ہے کہ پورے عالم اسلام میں اس کی نظیر ملنا ممکن نہیں۔ گزشتہ چالیس برسوں میں تحریک رجوع الی القرآن کے زیر اہتمام انجمن خدام القرآن' قرآن اکیڈمی' قرآن کالج' قرآن آڈیٹوریم کا قیام اس کے علاوہ دو سالہ اور ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس' قرآنی تربیت گاہیں' قرآن کانفرنسوں' محاضرات قرآنی اور پورے ملک میں نماز تراویح کے دوران دورۂ ترجمہ قرآن کا انعقاد اسی ارض پاکستان پر ہوا اور یہ سب کچھ اللہ کی تائید و توفیق کی بدولت ہی ممکن ہوا۔ پھر گزشتہ ۲۳ برس سے میں یہاں مسجد دارالسلام میں خطاب جمعہ دے رہا ہوں۔ جہاں قرآن ہی کے حوالے سے وعظ و نصیحت اور تذکیر کا فریضہ انجام دیا جاتا رہا' حتیٰ کہ ملکی و بین الاقوامی حالات پر تبصرہ بھی قرآنی آیات کے حوالے سے ہی کیا گیا۔ اس خطاب جمعہ کے کیسٹ نہ صرف پورے ملک میں بلکہ بیرونی دنیا میں بھی سنے جاتے ہیں۔ نماز جمعہ کے چار گھنٹے بعد تو بذریعہ انٹرنیٹ یہ خطاب دنیا کے کسی بھی خطے میں سنا جا سکتا ہے۔ یہ ساری تفصیل گوش گزار کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اہل پاکستان کو اللہ کی آیات کے ذریعے ہم نے قدم قدم پر جھنجھوڑا ہے۔ یعنی جس قوم میں دعوت قرآنی کا اتنا غلغلہ ہوا ہو اور وہ ٹس سے مس نہ ہو تو اس قوم کا یہ طرزِ عمل اللہ کی طرف سے بڑے عذاب کے نزول کا ایک اضافی سبب بن سکتا ہے۔ اللہ ہمیں اس انجام بد سے محفوظ رکھے اور اسلام اور قرآن کی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حالات حاضرہ

وزارت داخلہ کا اپنے اخباری اشتہار میں یہ دعویٰ کرنا کہ پاکستان کی تقدیر معیشت کی بہتری سے وابستہ ہے' حکومت کی ملحدانہ سوچ اور قیام پاکستان کے پس منظر سے

ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ حکمرانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ پاکستان کی تقدیر اسلام سے وابستہ ہے اور اس کے تمام مسائل کا حل اور مشکلات کا خاتمہ صرف اور صرف اسلام کے حقیقی نفاذ ہی سے ہو گا۔ اسی طرح پاکستان کی معیشت کی بحالی ناممکن ہے جب تک کہ سود سے چھٹکارا حاصل نہ کیا جائے۔ آج پوری دنیا میں یو این او' ورلڈ بنک' آئی ایم ایف اور ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے ذریعے ابلیسی نظام رائج کرنے کی سازش کی جا رہی ہے اور ہمارے موجودہ حکمران بھی اسی نظام سے وابستہ رہنا چاہتے ہیں حالانکہ جب تک ہم اس ابلیسی نظام کے خلاف علم بغاوت بلند نہیں کریں گے معاملات ہرگز درست نہیں ہو سکتے۔

اس عالمی نظام سے ناطہ توڑنے کا اس سے بہتر وقت کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ حال ہی میں ہماری سپریم کورٹ نے سود کے خلاف فیصلہ دیا ہے اور ہم اس فیصلے کی بنیاد پر عالمی سودی نظام سے قطع تعلقی کا اعلان کر سکتے ہیں۔ لیکن حکومت اس معاملے میں دو رخی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ اس معاملے میں غور طلب پہلو یہ ہے کہ سود کے خلاف بھی اسی سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا ہے جس نے ۱۲/ اکتوبر کے اقدام کو وقت کی ضرورت قرار دیتے ہوئے موجودہ فوجی حکومت کو تین سال کی مہلت دی ہے۔ مگر ایک فیصلے پر تو بغلیں بجائی جا رہی ہیں جب کہ دوسرے فیصلے پر عمل درآمد کا دور دور تک کوئی ارادہ نظر نہیں آتا۔

موجودہ تاجر حکومت کشمکش کے حوالے سے یہ بات خوش آئند ہے کہ حکومت کا تاجر برادری کے نمائندوں سے گفت و شنید کا عمل جاری ہے اور الحمد للہ اس کشمکش کے نتیجے میں تاحال کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ یہ بات بھی لائق صد شکر ہے کہ تاجروں کی اس جدوجہد میں سیاسی اور مذہبی عناصر شامل نہیں ہوئے کیونکہ اگر یہ اتحاد ثلاثہ وجود میں آ گیا تو ان کے اتحاد سے جنم لینے والی کشمکش سے ملک شدید نوعیت کے بحران سے دوچار ہو سکتا ہے۔

امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا

خطابِ جمعہ

تنظیم اسلامی کے ویب سائٹ پر بھی سُنا جا سکتا ہے

ویب سائٹ ایڈریس :

www.tanzeem.org

نیز ہمارا ای میل ایڈریس یہ ہے :

anjuman@brain.net.pk

خبر نامہ اسلامی امارت افغانستان

ضربِ مؤمن' ۲ تا ۸ جون ۲۰۰۰ء

امیر المومنین کی طرف سے ہر ضلع میں علماء کی شوریٰ کے قیام کی منظوری

امیر المومنین ملا محمد عمر نے امارت اسلامیہ افغانستان کے تمام صوبوں اور اضلاع میں علماء کرام پر مشتمل شوریٰ قائم کر دی ہے تاکہ تمام صوبوں اور اضلاع میں عوام کی مشکلات حل کرنے اور اسلامی نظام کے نفاذ اور شریعت کے استحکام کو مزید تقویت پہنچائی جا سکے۔ اس سلسلے میں حضرت امیر المومنین نے مفتی محمد معصوم افغانی کو قندھار کے مرکزی دفتر کا مسئول مقرر کیا ہے۔ علماء کرام کے مسائل کا حل اور دیگر ضروری ہدایات اسی دفتر سے جاری کی جائیں گی۔ واضح رہے کہ ہر ضلعی مرکز میں علماء کی شوریٰ کا قیام عمل میں آ چکا ہے اور علماء کرام کی ماہانہ تنخواہ بھی مقرر کر دی گئی ہے۔ شوریٰ ہر ماہ اپنی کارکردگی کی رپورٹ مرکزی دفتر کو ارسال کرے گی۔

نابینا حفاظ کو گریڈ ۱۸ کے افسر کا رتبہ ملے گا

حضرت امیر المومنین نے نابینا افراد کے بارے میں ایک نیا فرمان جاری کیا ہے' اس فرمان کے تحت تمام وہ افراد جو نابینا ہیں اور قرآن کریم حفظ کر لیتے ہیں انہیں امارت اسلامیہ کی طرف سے گریڈ اٹھارہ کے ملازمین کی تنخواہ اور الاؤنس ملیں گے اور انہیں مذکورہ گریڈ کے افسر کا پروٹوکول دیا جائے گا۔

کابل : داڑھی کٹانے' گانے سننے اور ترک نماز پر سزائیں

وزارت امر بالمعروف کے اہلکاروں نے کابل شہر میں بارہ افراد کو داڑھی کم کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا جب کہ چھ ٹیکسی ڈرائیوروں کو گانے سننے کے جرم میں پابند سلاسل کر دیا گیا' اسی طرح درجن بھر دکانداروں کو بھی نماز کے وقت دکانیں کھلی رکھنے پر تادیبی سزا دی گئی۔

قندھار : کشادہ بیرونی سڑکیں بنانے کے منصوبے کا آغاز

اندرون قندھار شہر سے ٹریفک کا اژدہام ختم کرنے اور بھاری گاڑیوں کے استعمال کے لئے شہر کے دونوں جانب کشادہ بیرونی سڑکیں بنانے کے منصوبہ پر عمل درآمد شروع کر دیا گیا ہے۔ سڑکیں ۳۲ سے ۴۰ میٹر تک کشادہ ہوں گی۔ اس منصوبہ کے پہلے مرحلہ میں کابل دوراہے کے متصل منزل باغ سے سرکاری باغ تک نئی عید گاہ سے گزرتی ہوئی ارغنداب کی جانب ۱۴ کلومیٹر لمبی نئی سڑک بنانے کے لئے راستہ ہموار کیا گیا ہے اور راستہ میں آنے والے ندی نالوں پر تقریباً چھوٹے بڑے ۱۲ پل بنا دیئے گئے ہیں اور راستہ میں آنے والے پہاڑی سلسلہ کو کاٹ کر ۱۵۰ میٹر لمبا اور ۲۵ میٹر چوڑا نیا پہاڑی درہ بنا دیا گیا ہے جو ہر قسم کی ٹریفک کے لئے کھلا ہے۔ اس روڈ کے مکمل ہوتے ہی قندھار کے جنوب میں بیرونی سڑک کی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔ ہرات سے آنے والی بھاری گاڑیاں اسی راستہ سے گزریں گی۔ اس کام کی نگرانی ملا یار انہ کر رہے ہیں۔

امارت اسلامیہ افغانستان میں طالبات کے لئے جداگانہ تعلیم کا سلسلہ

امارت افغانستان سے خبر آئی ہے کہ طالبات کے لئے جداگانہ تعلیم کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے اور شرعی ہدایات کے تحت خواتین کو اعلیٰ تعلیم دلائی جا رہی ہے۔ اس وقت ہرات یونیورسٹی میں ۱۵۰ طالبات شرعی حجاب کی مکمل پابندی کے ساتھ میڈیکل کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ خبر کے مطابق طالبان حکومت کے قیام کے بعد مخلوط تعلیم پر پابندی لگا دی گئی تھی اور اب شرعی تقاضے پورا کرنے کے بعد اس کی اجازت دی گئی ہے۔ یہ خبر نہایت خوش آئند ہے۔ اس سے جہاں ان لوگوں کے منہ بند ہو جائیں گے جو طالبان پر حقوق نسواں کی خلاف ورزی کا الزام لگا کر ان کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں' وہیں یہ مسلم ممالک کے لئے رہنما مثال بھی ہے۔ نیز ان لوگوں کو بھی اس سے سبق لینا چاہئے جو اس دور میں شرعی تعلیمات پر عمل درآمد کو مشکل قرار دے کر نظریہ ضرورت کے تحت احکام شرعیہ کی مخالفت کا جواز گھڑ لیتے ہیں اور اپنی اور دوسروں کی گمراہی کا سبب بنتے ہیں۔ طالبان نے جس طرح میڈیکل کی اعلیٰ تعلیم کو منکرات سے پاک کر کے شرعی اعتبار سے قابل عمل صورت میں ڈھالا ہے' وہ لائق تحسین اور قابل تعریف ہے۔ یہ خالص اسلامی معاشرے کے قیام کی طرف اہم پیش رفت ہے۔ اس سے امارت اسلامیہ کے ہسپتالوں کی ضرورت بھی پوری ہو گی اور دنیا کو اسلامی معاشرے کا عملی نمونہ بھی دیکھنے کو ملے گا۔

نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام

"آج سے چودہ سو برس پہلے کی متمدن دنیا جس کی رہنمائی روم و ایران کی مشرقی شہنشاہیوں کے ہاتھ میں تھی آج کی دنیا سے بہت کچھ ملتی جلتی تھی۔ انسان پورے طور پر خدا فراموش ہو کر خود فراموش ہو گیا تھا۔ خدا کا اعتقاد ایک تاریخی نظریہ اور علم سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ لوگ صرف تاریخی طور پر یہ تسلیم کرتے تھے کہ اس عالم کو کسی زمانہ میں خدا نے پیدا کیا تھا۔ لیکن عملی زندگی کا ربط اس سے باقی نہیں رہا تھا اور زندگی عملاً اس طرح گزر رہی تھی گویا خدا نہیں ہے یا ہے تو گوشہ نشین اور دوسروں کی خاطر سلطنت سے دستبردار ہو چکا ہے۔ ساری زمین پر "ارباب من دون اللہ" کی عبادت و پرستش کا جال پھیلا ہوا تھا۔ کہیں بتوں کی پرستش تھی، کہیں قوم و نسل کی، کہیں ہوا و ہوس کی، کہیں طاقت و اقتدار کی، کہیں بادشاہ و سلاطین کی اور کہیں احبار و رہبان (عالموں اور عابدوں) کی۔ انسان اپنی زندگی کا مقصد اور اس کا مبدا و منتہا فراموش کر چکا تھا اور زندگی کے صحیح مشاغل بھول کر تدریجی خود کشی اور غلط مشاغل میں منہمک تھا، ساری دنیا پر ایک عالم خود فراموشی طاری تھا۔

اہل حکومت ظلم و جور، جبر و استبداد، مردم آزاری اور دولت ستانی میں مشغول تھے، امراء اپنے عیش و عشرت میں بدمست ہو رہے تھے، زندگی کا معیار اتنا بلند اور لوازم زندگی اتنے کثیر ہو گئے تھے کہ نئے نئے محاصل اور تاوانوں اور مظالم سے بھی پورے نہیں ہوتے تھے، معاشرت کا معیارِ زندگی اور زندگی کا تخیل اتنا اونچا ہو گیا تھا کہ جس شخص کے پاس امارت کے لوازم نہ ہوتے اس کو انسان نہیں سمجھا جاتا تھا اور سوسائٹی میں اس کے ساتھ انسانوں کا سا سلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ زندگی کی گرانی اور ہم چشموں میں باعتبار اور باوقار بننے کی فکر میں ہر شخص ہمیشہ ایک فکر و غم اور کوفت میں مبتلا رہتا۔ متوسط طبقہ کے لوگوں کو اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کی نقالی اور ریس سے فرصت نہ ملتی، غرباء کو محکومی اور غلامی اور نئے نئے محاصل کے بوجھ سے سر اٹھانے کی مہلت نہ ملتی۔ وہ اپنے آقاؤں کے عیش و آرام اور ان کے جائز و ناجائز مطالبات کی تکمیل کے لئے بے زبان جانوروں کی طرح ہر وقت جتے رہتے، جب کبھی اس سے چھٹی ملتی تو زندگی کا غم غلط کرنے کے لئے ناجائز تفریحات اور بدمستیوں سے دل بہلاتے۔ پورے پورے ملک میں بعض اوقات ایک متنفس بھی ایسا نہ ہوتا جس کو اپنے دین اور آخرت کی فکر ہوتی اور موت کا خیال آتا، بے گناہ شہری حکومتوں کے حرص و آز اور ملک گیری کی ہوس کی چکی کے دو پاٹوں کے بیچ میں پستے رہتے۔ ایرانی سلطنت نے بغیر کسی معقول وجہ اور ضرورت کے شام کی عیسائی سلطنت پر فوج کشی کی اور نوے ہزار بے گناہ انسانوں کے خون سے اللہ کی زمین رنگین کی، اس کے جواب میں رومی سلطنت نے ایرانی سلطنت کو زیر و زبر کر دیا اور پرامن شہریوں کا انتقام پرامن شہریوں سے لیا، بلا کسی بلند مقصد اور اخلاقی مہم کے اس خونیں جنگ کا سلسلہ برسوں جاری رہا اور دنیا کی دو متمدن سلطنتوں کے باشندے اور مہذب و متمدن ترین انسان وحشیوں کی طرح ایک دوسرے سے دست و گریباں رہے، پورے کرۂ ارض پر اس وقت اندھیرا چھایا ہوا تھا اور انسانوں کی غلط کاری کی وجہ سے ایک عالمگیر ابتری اور ہمہ گیر خرابی پھیلی ہوئی تھی۔ ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾

اُس وقت اُس متمدن دنیا (جس کو پورے طور پر گھن لگ چکا تھا) سے الگ لیکن اس کے بالکل قریب اور ان دونوں حریف مشرقی و مغربی شہنشاہیوں کے بیچ میں اللہ تعالیٰ نے اُمیوں کے درمیان ایک اُمی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تاکہ دنیا کو اِس عذاب سے نجات دے جس میں وہ صدیوں سے مبتلا تھی اور آخرت کے اس عذاب سے ڈرائے جو پیش آنے والا ہے، تاریکیوں سے نکال کر خدا کی بندگی میں داخل کرے اور تمام زنجیریں اور بیڑیاں کاٹے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔

"(وہ نبی اُمیؐ) انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے، برائی سے روکتا ہے، پسندیدہ چیزیں حلال کرتا ہے، گندی چیزیں حرام ٹھہراتا ہے اس بوجھ سے نجات دلاتا ہے جس کے تلے وہ دبے ہوئے ہیں ان پھندوں سے نکالتا ہے جن میں وہ گرفتار ہیں"۔ (الاعراف)

اس نبی اُمی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ۷ھ (۶۳۰ء) میں رومی شہنشاہ (ہرقل) کو مدینہ سے ایک خط اور پیغام بھیجا۔ دعوت یہ تھی :

"اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ، جو ہم میں اور تم میں برابر ہے کہ بندگی نہ کریں ہم مگر اللہ کی اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور کوئی کسی کو اللہ کے رب کے سوا نہ بنائے"۔ (آل عمران)

ہرقل نے اس دعوت کی صداقت کو تسلیم کر لیا لیکن وہ اپنی کمزوری سے اس "ربوبیت" سے دستبردار نہ ہو سکا جس سے وہ متمتع ہو رہا تھا۔ اس طرح رومی زندگی کے اس عذاب سے اس وقت تک نجات حاصل نہ کر سکے جب تک مسلمان مجاہدوں نے شام و روم کے ممالک کو اپنے سایۂ رحمت میں نہیں لے لیا۔

لیکن عرب کی درماندہ قوم نے نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو قبول کر لیا اور وہ ساری نعمتیں حاصل کیں جو اس پیغام کا نتیجہ ہیں، ان کی غلامی کی تمام زنجیریں خود بخود کٹ گئیں۔ خدا کے آستانہ پر سر جھکا کر وہ دنیا کے تمام آستانوں سے بے نیاز ہو گئے۔ نہ نفس کی بندگی رہی، نہ بادشاہوں اور حکومتوں کی غلامی، نہ جاہلانہ رسم و رواج اور معاشرت اور سوسائٹی کی سابق ظالمانہ بندشیں، نہ اپنی لائی ہوئی اور نہ دوسروں کی ڈالی ہوئی مصیبتیں، خدا شناسی اور خدا کی عظمت و کبریائی کے علم نے دنیا کے مصنوعی خداؤں کی عظمت کا طلسم توڑ دیا اور ان کو ان کی نظر سے گرا دیا، عرب کے یہ فاقہ مست دریدہ پیرہن گلیم پوش اعرابی جو کبھی اپنے صحرا اور بادیہ سے باہر نہیں نکلے تھے اور جنہوں نے شان و شوکت کا کوئی مظاہرہ نہیں دیکھا تھا شاہان عجم سے اس طرح آنکھوں سے آنکھیں ملا کر بے تکلف باتیں کرتے تھے اور ان کے درباری کر و فر کو اس بے پرواہی اور تحقیر کی نظر سے دیکھتے تھے گویا مٹی کی مورتیں اور کاغذ کے کھلونے ہیں جن کو جھنڈیوں سے آراستہ کر دیا گیا ہے۔ وہ ایسے حقیقت شناس ہو گئے تھے کہ شان و شوکت کے کھلے مظاہر ان کو ذرا متاثر نہ کرتے اور نہ کہیں وہ اپنے اصول اور اعلیٰ اخلاقی معیار سے ذرا بھی انحراف کرنا پسند کرتے وہ خود کو خدا کے بندوں کو دوبارہ خدا کی بندگی میں داخل کرنے اور انسانوں کی خدائی کا طلسم توڑنے پر مامور و مبعوث سمجھتے تھے"۔

(مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "کاروان زندگی" سے ایک اقتباس)

تجزیہ نگار کے نقطہ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

بھارت آج تک وہ دستاویز دنیا کے سامنے نہیں لایا جس پر کشمیر کے راجہ نے دستخط کئے تھے

بھارت کو مذاکرات کی میز پر لانے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ کشمیر میں مزاحمت بڑھتی چلی جائے

اگر کشمیریوں کو پاکستان یا بھارت میں سے کسی ایک کا فیصلہ کرنا ہو تو یہ فیصلہ یقیناً پاکستان کے حق میں ہو گا

گزشتہ نصف صدی میں ہندو نے ہمیں بار بار دھوکہ دیا اور ہماری نرم روی کا بھرپور فائدہ اٹھایا

مرزا ایوب بیگ' لاہور

برصغیر کی تقسیم طویل سہ فریقی مذاکرات کی کامیابی کے نتیجہ میں طے پا جانے والے پیکج کے تحت ہوئی تھی۔ اس پیکج کا بنیادی نکتہ یہ تھا کہ وہ تمام علاقے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے پاکستان کا حصہ بنیں گے اور بھارت باقی تمام علاقوں پر مشتمل ہو گا یعنی دو قومی نظریہ کے مسلم لیگی مطالبہ کو بالآخر تسلیم کر لیا گیا تھا۔ کانگرس کی یہ رائے تھی کہ ریاستوں کے پاکستان اور بھارت کے ساتھ الحاق کی بنیاد بھی یہی ہونی چاہئے کہ ان کے عوام فیصلہ کریں کہ وہ پاکستان اور بھارت میں سے کس کے ساتھ الحاق کرنا چاہیں گے' لیکن مسلم لیگ کا اصرار تھا کہ ریاستوں کے الحاق کا فیصلہ ان کے راجہ یا والیانِ ریاست ہی کریں گے۔ مسلم لیگ کا یہ مطالبہ تسلیم کر لیا گیا۔ مسلم لیگ کے بعض ناقدین کی رائے یہ ہے کہ مسلم لیگ کی نگاہ ریاست دکن کے خزانہ پر تھی اور یہ مطالبہ کرتے ہوئے کشمیر کو فراموش کر دیا گیا۔ راقم کی رائے میں یہ تنقید بے جا ہے۔ اس لئے کہ اس اہم بات کو مدنظر رکھ لینے میں کہ نئی وجود میں آنے والی ریاست پاکستان کو زبردست مالی مشکلات کا سامنا ہو گا کیا حرج تھا۔

جہاں تک کشمیر کا تعلق ہے مسلم لیگ یہ رائے رکھنے میں حق بجانب تھی کہ کشمیر کا راجہ ریاست میں مسلمانوں کی اتنی کثیر تعداد کو کیسے نظر انداز کر سکے گا اور اگر وہ بھارت کے ساتھ الحاق کرنے کی حماقت کر بھی لے تو بھارت کے لئے کشمیر سے زمینی رابطہ رکھنے کا راستہ کون سا ہو گا' لہٰذا بھارت کے لئے وہاں اپنا کنٹرول قائم رکھنا ممکن نہیں ہو گا۔ بعد ازاں یہ بات یوں درست ثابت ہوئی کہ مسلمانوں کی زبردست اکثریت ہونے کے باوجود زمینی رابطے کے فقدان کی وجہ سے مشرقی اور مغربی پاکستان اپنا تعلق برقرار نہ رکھ سکے۔ قائداعظم اور مسلم لیگ یہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ تقسیم کے دوسرے دونوں فریق یعنی کانگرس اور انگریز باہمی ملی بھگت سے اتنی کھلی بدیانتی کا مظاہرہ کریں گے کہ گورداسپور کا ضلع جہاں مسلمانوں کو واضح اکثریت حاصل تھی اور تقسیم کے طے شدہ اصول کے تحت پاکستان کو ملنا چاہئے تھا وہ بھارت کے حوالے کر دیا جائے گا۔ کشمیر کے حوالہ سے بھارت کی دوسری بدیانتی اور بدعہدی یہ تھی کہ کشمیر کے راجہ نے کشمیر کی قسمت کا ابھی کوئی فیصلہ بھی نہیں کیا تھا یا کم از کم اس کا سرکاری طور پر اعلان نہیں کیا تھا کہ بھارتی فوجیں کشمیر میں داخل ہو گئیں۔ اسی بنیاد پر یہ کہا جاتا ہے کہ کشمیر کا راجہ ناراض ہو گیا اور اس نے بھارت کے ساتھ الحاق کی دستاویز پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ اگرچہ بھارت اس بات کا انکاری ہے تاہم کوئی وجہ تو ہے کہ روزنامہ نوائے وقت کے بار بار چیلنج کرنے کے باوجود اور اس کے چیف ایڈیٹر مجید نظامی کے للکارنے کے باوجود کہ بھارت وہ دستاویز دکھائے جس پر راجہ کشمیر کے دستخط ہیں' بھارت وہ دستاویز کبھی دنیا کے سامنے نہیں لایا۔

راقم نے ہمیشہ یہ موقف اختیار کیا ہے کہ فرض کر لیا جائے کہ راجہ کشمیر نے بھارت کے ساتھ الحاق کی دستاویز پر دستخط کر دیئے تھے تب بھی کشمیر کا بھارت کے ساتھ الحاق ناجائز اور غیر قانونی ہے۔ اس لئے کہ گورداسپور کو بھارت کے حوالے کرنے سے اور بھارتی فوجوں کے کشمیر میں داخل ہونے سے تقسیم کے فارمولے کی دھجیاں اڑا دی گئیں تھیں اور اس فارمولا کی پاکستان پر بھی پابندی کسی طرح روا نہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ قائداعظم نے ڈگلس گریسی کو کشمیر پر حملہ کرنے کے حکم دیا تھا لیکن سفید چمڑی والوں کو ضابطے' اصول اور ڈسپلن صرف اس وقت یاد ہوتا ہے جب ان کے قومی اور ملکی مفاد کے مطابق ہوتا ہے۔ بہرحال ۱۹۴۸ء میں قبائلیوں نے کشمیر پر غیر سرکاری حملہ کر دیا اور وہ بھارتی فوجوں کو دھکیلتے ہوئے وادی کے قریب پہنچ گئے اور بھارت امن امن کی دھائی دیتا ہوا بھاگم بھاگ اقوام متحدہ پہنچ گیا اور وہاں یہ قرارداد منظور کی گئی کہ کشمیر میں استصواب رائے کروا کر وہاں کے باشندوں کی رائے لی جائے گی کہ آیا وہ بھارت کے ساتھ الحاق کرنا چاہتے ہیں یا پاکستان کے ساتھ۔ اس قرارداد کے بارے میں ایک تاثر یہ پھیلایا جاتا ہے کہ اگر اس قرارداد پر قرارداد پر عملدرآمد ہو گیا تو پاکستان آزاد کشمیر اور ان شمالی علاقہ جات سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا جو اس وقت اس کے پاس ہیں کیونکہ اس قرارداد کے مطابق پاکستان اور بھارت دونوں کو کشمیر سے فوجی طور پر انخلا کرنا پڑے گا' البتہ بھارت امن و امان کے قیام کے لئے معمولی سطح پر غیر فوجی قوت برقرار رکھ سکے گا لیکن یہ تاثر درست نہیں ہے۔

یہ بات درست ہے کہ پاکستانیوں کی بدعملی' بدعہدی اور بدترین باون سالہ کارکردگی کی وجہ سے کشمیریوں کو پاکستان سے کیا دلچسپی اور کیا کشش ہو گی کہ وہ پاکستان کے ساتھ الحاق کے لئے مر رہے ہوں گے' اگرچہ کشمیر میں اب بھی بعض تنظیمیں ایسی ہیں جو پاکستان کے ساتھ الحاق میں یقین رکھتی ہیں جبکہ ایک بڑی اکثریت ایک مکمل آزاد مملکت کا مطالبہ کر رہی ہے' لیکن اصل سوال یہ ہے کہ اگر ۱۹۴۸ء کی اقوام متحدہ کی قرارداد پر حرف بہ حرف عملدرآمد ہو تو اس میں کسی تھرڈ آپشن کا ذکر ہی نہیں ہے اور جب کشمیریوں کو بھارت یا پاکستان میں سے کسی ایک کا فیصلہ کرنا ہو گا تو یہ فیصلہ یقیناً پاکستان ہی کے حق میں جائے گا۔ موجودہ صورت حال یہ ہے کہ پاکستان مذاکرات کی دھائی دے رہا ہے۔ البتہ وہ یہ مطالبہ کر رہا ہے کہ مذاکرات صرف کشمیر پر ہوں گے کیونکہ پاکستان اور بھارت کے درمیان واحد وجہ تنازعہ یہی مسئلہ ہے اور کشمیر کے مسئلے کو ایک طرف رکھ کر بقایا مسائل پر گفتگو کرنا وقت کا ضیاع ہے' اس لئے کہ کشمیر کے مسئلہ کے علاوہ اگر کوئی مسائل

ہیں تو وہ فروعی اور سطحی ہیں۔ کشمیر کا مسئلہ حل ہو جانے کی صورت میں ان مسائل کو آناً فاناً حل کیا جا سکتا ہے۔ بھارت کا موقف یہ ہے کہ اگر پاکستان کشمیر پر مذاکرات کرنا چاہتا ہے تو وہ کشمیر میں ہونے والی دہشت گردی کی سرپرستی بند کرے اور ایسا ماحول اور حالات پیدا کرے کہ مذاکرات ممکن ہو سکیں۔

آج سے گیارہ سال پہلے جب کشمیر میں مسلح مداخلت شروع ہوئی اُس وقت راقم سے اگر کوئی دریافت کرتا کہ آیا ایسا کرنا چاہئے 'یعنی جہادی تنظیموں کی فراہم کردہ نفری کو حکومت یا اس کا کوئی ادارہ 'اسلحہ 'ہدایات اور تربیت دے کر کشمیر میں داخل ہونے میں مدد فراہم کرے 'تو راقم اس کی زبردست مخالفت کرتا کیونکہ اس کے نتیجہ میں پاکستان کے لئے پیدا ہونے والے مسائل بلکہ شدید خطرات کا اندازہ اس وقت بھی کیا جا سکتا تھا لیکن اب اگر کوئی کہے کہ مسئلہ کشمیر کے حل یا قیامِ امن کے لئے مذاکرات کا سلسلہ شروع کرنے کے لئے ہمیں بھارت کی یہ شرط قبول کر لینی چاہئے کہ آزادی کشمیر کی تحریک کی سرپرستی ختم کر دی جائے اور مسلح مداخلت کا سلسلہ ختم کر دیا جائے تو راقم کی رائے میں اب ایسا کرنا پاکستان کے لئے انتہائی مہلک اور ضرر رساں ہوگا۔ اس لئے کہ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ کشمیریوں کو مار مکائیں گے۔ زبردست انتقامی کارروائی کر کے اپنے تئیں لازماً یہ کوشش کریں گے کہ تحریک آزادی کی جڑ ختم کر دیں۔ اس سے کشمیریوں میں پاکستان کے خلاف زبردست ردعمل پیدا ہوگا۔ وہ اپنی عملی شکست اور ان انتقامی کارروائیوں کا ذمہ دار پاکستان کو ٹھہرائیں گے اور یہی جذبہ آزاد کشمیر میں بھی ابھرے گا اور اللہ ہی جانتا ہے کہ ردعمل میں ہمارے کشمیری بھائی کیا رخ اختیار کریں۔

جہاں تک ایک good gesture کے ذریعے بھارتیوں کے دلوں میں نرم گوشہ پیدا ہونے کا سوال ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ایک سوراخ سے دوسری بار ڈسا جانا مومن کی شان کے خلاف ہے۔ گزشتہ نصف صدی میں ہندو نے ہمیں بار بار دھوکہ دیا اور ہمارے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی اور ہماری نرم روی اور صرف نظر کرنے کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔ سب سے پہلے انگریز سے ساز باز کر کے ریڈ کلف ایوارڈ میں ہماری حق تلفی کی۔ پھر ۱۹۴۸ء میں کشمیر میں فوجیں داخل کر دیں 'قبائلیوں نے جب جوابی کارروائی کی تو اقوام متحدہ میں وعدہ کر لیا اور پھر مکر گیا۔ ۱۹۶۳ء میں بھارت کی جب چین سے جنگ ہوئی تو اس نے امریکہ کے ذریعے پاکستان سے رابطہ کیا اور ایک بار پھر مذاکرات کا جھانسہ دیا۔ ایوب خان جھانسے میں آ گیا یا امریکی آقاؤں کو خوش کرنے کی خاطر بھارت کو فری ہینڈ دے دیا اور بعد ازاں بھٹو سورن سنگھ مذاکرات کا ڈرامہ چند ماہ چلا پھر حسب معمول فلاپ ہو گیا۔ مذاکرات کے ہر دور کے بعد بھٹو ایوب خان کے سامنے چیختا رہا کہ مذاکرات میں کشمیر کے سوا ہر موضوع پر بات ہوتی ہے اور بھارتی وفد کشمیر کے ذکر کو باتوں میں اڑا دیتا ہے۔ مذاکرات کے سات بے مقصد اور بے سود ادوار کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ بھارت کا مقصد پورا ہو چکا تھا 'اب وہ مذاکرات سے گریز کرتا تھا۔ ۱۹۶۴ء میں بھارت نے اس احسان (بھارت چین جنگ کے دوران کشمیر پر فوجی نقل و حرکت نہ کرنا) کا یوں بدلہ چکایا کہ رن آف کچھ پر حملہ کر دیا۔ لیکن پاکستانی افواج نے اس کے بری طرح دانت کھٹے کئے اور صلح ہو جانے کی وجہ سے اس کے ان فوجیوں کی جان بخشی کر دی جو دوران جنگ گھیرے میں آ گئے تھے۔ ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان کے حالات خراب ہوئے تو اس نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اپنے فوجیوں کو مکتی باہنی کی وردی پہنا کر سرحد پار بھیج دیا۔ ۱۹۷۲ء میں شملہ معاہدہ ہوا جس میں لائن آف کنٹرول کے احترام کا فیصلہ ہوا لیکن بھارت نے بعد ازاں لائن آف کنٹرول کراس کر کے چور، ٹلا اور قمر سیکٹر جیسی اہم چوکیوں پر قبضہ کر کے شملہ معاہدے کی دھجیاں بکھیر دیں۔ اس نے سیاچین گلیشر میں پاکستانی علاقے اور No man land پر قبضہ کر لیا۔ سیاچین پر قبضہ کرنا بھارت کی اس حکمت عملی کا حصہ ہے جس کے مطابق پاکستان کو دفاعی لحاظ سے بالکل ختم یا انتہائی کمزور کرنا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ مزید پیش رفت کر کے پاکستان اور چین کا رابطہ منقطع کر دیا جائے۔ علاوہ ازیں بھارتی افواج جب چاہیں آزاد کشمیر میں اتر جائیں۔

پاک بھارت تعلقات کی مختصر ترین الفاظ میں یہ تاریخ اس لئے بیان کی گئی ہے تاکہ ہم اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ اگر بھارتی مطالبے کے مطابق تحریک آزادی کشمیر سے تعلق منقطع کر لیا گیا تو بھارت اس نیک جذبے کی قدر کرے گا بلکہ بھارت یقیناً اس کا کشمیریوں میں خوب پروپیگنڈا کرے گا اور پاکستان کے ناقابل اعتبار ہونے کا خوب ڈھنڈورا پیٹے گا۔ جس سے آزاد کشمیر میں حالات بہت خراب ہو جائیں گے اور پاکستان کے خلاف کشمیریوں کے جذبات کو کنٹرول کرنا بہت دشوار ہو گا بلکہ دوسرے چھوٹے صوبوں پر بھی اس کے منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ بین الاقوامی سطح پر بھی جو لوگ ہمیں یہ راستہ دکھانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ اس صورت میں اسے پاکستان کی جنگی شکست قرار دینے لگیں گے۔ پھر اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ پاکستان کے ہاتھ کھینچنے کے بعد کشمیر میں ہر چھوٹی موٹی واردات کو پاکستان کے سر نہ تھوپیں۔ آج بھی بھارت کے کسی کونے میں کوئی حادثہ ہو جائے تو اسے I.S.I کے کھاتے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ کشمیر کے معاملے میں ایسا کیوں نہ ہو گا۔ ہم بھارت سے اس سے اچھا سلوک اور کیا کر سکتے ہیں جو محترمہ بے نظیر بھٹو نے پنجاب کے سکھوں کی تحریک کو ختم کرانے کے سلسلے میں کیا جس کا وہ فخر سے اعلان کرتی ہیں۔ یقیناً بعض انسانوں کی اور بعض اقوام کی خصلت کچھ اس نوعیت کی ہوتی ہے کہ ان سے احسان یا نیکی سے ان کی دشمنی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

درحقیقت پاکستان کا وجود 'بھارت کا نفسیاتی مسئلہ ہے۔ بھارت کی قیادت کا تعلق چاہے کانگرس سے ہو خواہ بی جے پی سے 'وہ مسلمانان برصغیر کے اس جرم کو کبھی معاف نہیں کر سکتی کہ انہوں نے مقدس دھرتی کو تقسیم کر دیا۔ ان کے نزدیک ہندوستان کا مطلب ہے ہندوؤں کے رہنے کی جگہ۔ ہر غیر ہندو کی حیثیت ہندوستان میں ایک غاصب کی سی ہے۔ لہٰذا کشمیر کی آزادی کی تحریک اگر اس بار پاکستان کے عدم تعاون کی وجہ سے ختم ہو گئی تو بھارت کا اگلا ٹارگٹ اس تقسیم کو ختم کرنا ہو گا جو پاکستان کی صورت میں اس کے سینے پر مونگ دل رہی ہے۔ لہٰذا کشمیر میں اس وقت پاکستان جو پراکسی جنگ لڑ رہا ہے وہ درحقیقت پاکستان کی بقا کی جنگ ہے۔ ماضی میں بھارت کا طرز عمل گواہ ہے کہ بھارت یقیناً مذاکرات کی میز پر آئے گا لیکن صرف اس وقت جب یہ راستہ اختیار کرنے میں اسے اپنی عافیت نظر آئے گی۔ راقم کی رائے میں بھارت کو مذاکرات کی میز پر لانے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ کشمیر میں مزاحمت بڑھتی چلی جائے 'البتہ جب بھارت مذاکرات پر آمادہ ہو جائے تو پاکستان غیر لچکدار رویہ اختیار نہ کرے۔

آخر میں ایک انتہائی اہم بات عرض کر دینا فرض سمجھتا ہوں کہ پاکستان اگر اپنے اندرونی حالات سنوار نہ سکا 'باہمی کشاکش اور داخلی انتشار اگر یونہی بڑھتا چلا گیا تو ہماری بربادی کے لئے بھارت کو زیادہ جدوجہد نہیں کرنا پڑے گی۔ پھر ہمارے ایٹم بم بھی بیکار ہو جائیں گے۔ بیرونی دشمن کے مقابلے کے لئے داخلی استحکام ازحد ضروری ہے جس کا روز بروز فقدان ہوتا جا رہا ہے۔ OO

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً

قرآن حکیم کی دُرست تلاوت اور دیگر معلومات کے لیے

ماہنامہ

التجوید

فیصل آباد

کا مطالعہ کیجئے

مدیر:- پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر

دفتر ماہنامہ التجوید 8-W-12 مدینہ ٹاؤن فیصل آباد

ہمارے اسلام میں کمی آئی تو کون سی؟

تحریر: چودھری رحمت علی

قرآن و سنت کی رو سے دینِ اسلام پر عمل پیرا ہونے سے دنیا و آخرت سنور جاتی ہے۔ اس دنیا کی حد تک جو فوائد و فیوض حاصل ہوتے ہیں وہ اَن گنت ہیں' لیکن ان میں سے چار بہت نمایاں ہیں۔

پہلا نمایاں فائدہ یہ ہے کہ یہ اپنے پیرو کاروں کو دنیا میں غالب کرتا ہے۔ (آل عمران : ۲۳) اسلام کو اپنانے کو دوسرا بڑا فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ امن کا دور دورہ ہوتا ہے۔ (نور : ۵۵) نبی کائنات ؐ نے بھی فرمایا کہ جب اسلام کا دور دورہ ہو گا تو ایک عورت زیورات پہنے صنعاء سے حضر موت تک کا سفر کرے گی لیکن اسے اللہ کے سوا کوئی دوسرا خوف نہ ہو گا۔ تیسرا فائدہ یہ ہو گا کہ حصولِ انصاف ممکن ہی نہیں یقینی بن جاتا ہے۔ بعثت انبیاء اور تنزیل کتب و میزان کا مقصد ہی یہ بیان کیا گیا کہ "لوگ انصاف پر قائم ہوں" (حدید : ۲۵) چوتھا نمایاں فائدہ یہ کہ اسلامی معاشرہ خوشحال ہوتا ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ زکوٰۃ دینے والے بہت ہو جاتے ہیں' لینے والے بہت کم۔

عالمی تناظر میں نظر دوڑائیں' آج صورت حال بالکل برعکس ہے۔ امت مسلمہ غالب ہونے کے بجائے مغلوب ہے۔ امن و سلامتی سے بہرہ مند ہونے کے بجائے دہشت گردی کا شکار ہے۔ ارزانی ہے دنیا میں تو خونِ مسلم کی اور ارزانی ہے تو عصمت مسلم کی۔ عدل و انصاف کا علمبردار ہونے کے بجائے امت مسلمہ خود مظلوم ہے۔ کوئی دوسری قوم دنیا میں ایسی نہیں ہے کہ جسے گھر بار ہی سے نکال باہر کیا گیا ہو۔ فلسطین سے نکالے گئے تو مسلمان اور بسائے گئے تو یہودی۔ چیچنیا سے حال ہی میں نکالے گئے تو مسلمان اور بسائے جا رہے ہیں تو روسی۔ اور پھر خوشحالی ہے آج تو غیر مسلم ممالک میں اور بدحالی کا شکار ہیں تو مسلم ممالک' حتیٰ کہ اوپیک ممالک سودی معیشت کا سہارا لئے ہوئے ہیں۔

پانی سے اگر پیاس مزید ہو جائے تو ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ نام پانی کا ہے اور مشروب کوئی دوسرا ہے۔ قرآن و سنت کی رو سے جب حصولِ غلبہ' امن' عدل اور خوشحالی دین اسلام کا فطری نتیجہ ہے اور ہم مسلمان آج مغلوبیت' بدامنی' ظلم اور پسماندگی کا شکار ہیں تو اس میں رتی بھر شک نہیں کہ جس دین کو ہم اسلام سمجھ کر اپنائے ہوئے ہیں' دین حق نہیں' دین کی بگڑی ہوئی یا مسخ شدہ شکل ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ دین اسلام نہیں جو آج ہم اپنائے ہوئے ہیں تو پھر اصل اسلام کون سا ہے اور اس کے اصل ہونے کی علامات کیا ہیں؟ تاریخ بتاتی ہے کہ دور خلافت راشدہ میں جو اسلام اس وقت کے مسلمان اختیار کئے ہوئے تھے' وہ اصلی اور بے آمیزش اسلام تھا۔ اس لئے کہ اس وقت مذکورہ چاروں فوائد یعنی غلبہ' امن' عدل اور خوشحالی مسلمان کو بدرجہ اتم حاصل تھے۔ پھر اس لئے بھی رواں دواں نظام خلافت اصلی تھا کہ وہ السابقون الاولون کا برپا کردہ اور بنابریں قرآن و سنت پر مبنی تھا۔

ہر چیز اپنی علامات اور خواص سے پہچانی جاتی ہے۔ چڑیا اس لئے درخت سے مختلف ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی علامت و خصوصیات مختلف ہیں۔ دین حق یا خلافت راشدہ کی بھی اپنی علامات ہیں۔ خلافت راشدہ کی پہلی علامت یہ تھی کہ قرآن و سنت ہی آئین مملکت تھا۔ خود کتابچہ لکھ کر اسے آئین مملکت قرار دینے کی کسی نے جسارت نہ کی۔ دوسری علامت و شرط یہ کہ پوری اسلامی دنیا خواہ وہ دنیا کہ کناروں تک پھیل چکی تھی' ایک ہی حکمران (خلیفہ) کی سرکردگی میں تھی۔ تیسری امتیازی خاصیت یہ کہ اُولی الامر موجود تھے۔ اُولی الامر میں ہوتے تو گورنر' وزراء ارکان شوریٰ' جج صاحبان' افواج اور دوسرے اداروں کے سربراہان وغیرہ سب ہیں لیکن ان میں مرکزی حیثیت خلیفہ کو ہوتی ہے اور خلیفہ کا اپنا امتیازی وصف یہ کہ وہ کوئی عام سا حکمران نہیں' پوری اسلامی دنیا کا سربراہ ہوتا ہے۔ خلافت راشدہ کی چوتھی امتیازی علامت یہ کہ انعقاد خلافت "بیعت کے ذریعے حکومت نہ کہ حکومت کے ذریعے بیعت" کے اصول پر ہوتا تھا۔

شعور رکھنے والا کوئی شخص آج دائیں سے دیکھے' بائیں سے دیکھے' اوپر سے دیکھے' نیچے سے دیکھے اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس اسلام کو آج ہم اپنائے ہوئے ہیں وہ خلافت راشدہ کے اسلام سے ایک سو اسی درجے مختلف بلکہ متضاد ہے۔ وہاں قرآن و سنت آئین مملکت تھا' ہمارے ہاں اپنے ہاتھوں سے لکھے ہوئے کتابچے۔ وہاں پوری اسلامی دنیا مملکت واحدہ کی شکل میں ایک خلیفہ کی سرکردگی میں تھی جبکہ آج مسلم دنیا ۵۵ ممالک میں بٹ چکی اور ۵۵ ہی حکمران ان پر مسلط ہیں۔ وہاں اُولی الامر موجود تھے' صدیاں بیت گئیں ہم شرعی اُولی الامر کے بغیر ہیں۔ وہاں پر بیعت کے ذریعے حکومت بنتی تھی' دور خلافت راشدہ کا اختتام ہوا تو عین اس وقت جب حکومت کے ذریعہ بیعت ہونے لگی۔ بتائیے ایک سو اسی درجے اختلاف اور کیا ہوتا ہے؟ متضاد روش پر چلتے ہوئے ہمیں خلافت راشدہ جیسی برکات حاصل ہوں تو کیسے؟ شومئی قسمت مسخ شدہ دین اپنایا تو اس کا نفع بخش ہونے کے بجائے ضرر رساں بن جانا اور ہمارا آج مغلوبیت' بدامنی' مظلومیت' بدحالی وغیرہ کا شکار ہو جانا فطری ہے۔

مسخ شدہ دین کی تبلیغ و اشاعت ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہو رہی ہے۔ ہر ہفتے لاکھوں مساجد میں وعظ و نصیحت ہوتی ہے لیکن کبھی کسی نے غور کیا کہ ہمارے ہاں دیانت کی بجائے خیانت' محبت و الفت کی بجائے تعصب و عداوت' امن کی بجائے بدامنی فراوانی کے علی الرغم گرانی کو دن بدن فروغ حاصل ہو رہا ہے تو کیوں؟ یقین جانیئے' دین حق اگر دین اصل رہتا تو نئی نسلیں دین سے بیزاری بلکہ فراری کی روش اختیار کرنے کا کبھی نہ سوچتیں۔

وقت کے ساتھ ساتھ نفس دین میں انحطاط ایک فطری عمل ہے۔ بعثت انبیاء اور نزول کتب کی ضرورت پڑی ہی تو اس انحطاط کو روکنے اور حق کی بحالی کیلئے۔ سلسلۂ نبوت ختم ہونے پر یہ کام امت مسلمہ نے کرنا تھا۔ وہ خیر امت قرار دے کر میدان میں لائی گئی تھی تو انسانیت کی اصلاح و ہدایت کی شرط کے ساتھ۔ امت نے یہ کام نہ کیا تو خود واقع ہونے والے انحطاط کا شکار ہو گئی۔

خلافت راشدہ کے اختتام پر اُولی الامر میں خلیفہ نہ رہا تو دو تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ اُولی الامر کا وجود تو فی الفور نہ رہا' وقت کے ساتھ امت بھی تحلیل ہو کر اقوام... شامی مصری عراقی وغیرہ کا روپ دھار گئی۔ سوختہ بختی اولی الامر کا وجود نہ ہونے سے مسلمان اطاعت سے نکل گئے تو امت نہ ہونے سے جماعت سے نکل گئے۔ ایسے میں اگر کوئی مرے کہ وہ نہ اطاعت میں ہو اور نہ جماعت میں تو نبی کائنات ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق وہ جہالت کی موت مرتا ہے۔ ایسے میں جہالت کی موت سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ اطاعت و جماعت والے نظام یعنی نظام خلافت کو پھر اس دھرتی کا مقدر بنانے کیلئے تن من کی بازی لگا دی جائے۔ تبلیغ ہو تو اس کمی کو اجاگر کرنے کی جو کہ واقع ہو چلی اور تگ و دو ہو تو اس نظام کو واپس لانے کی کہ جو مذکورہ چاروں علامات و امتیازات کا حامل ہو۔ بصورت دیگر تبلیغ بے معنی' تگ و دو بے سود۔ یہی وقت کا پیغام ہے۔

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

حق تعالیٰ نے فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے آپؒ سے عظیم کام لیا

تحریر : مولانا اللہ وسایا

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ ۱۹۷۵ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہوئے اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے قدرت حق نے آپ سے وہ کام لیا' جو ایک مستقل ادارے کے کرنے کا تھا' اس کی تقریب یہ ہوئی کہ ۱۹۴۹ء میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ' مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ' مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرات نے مل کر ایک غیرسیاسی جماعت کی بنیاد رکھی جو سیاست سے ہٹ کر صرف اور صرف دینی نقطہ نظر سے قادیانیت سے برسرپیکار ہو۔ چنانچہ اس جماعت کا نام "مجلس تحفظ ختم نبوت" رکھا گیا۔ ۱۹۵۳ء میں قادیانی فتنہ کے خلاف عظیم الشان تحریک چلی' اس تحریک سے فراغت کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کا ۱۹۵۴ء میں باضابطہ انتخاب ہوا اور حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کے پہلے امیر قرار پائے' ان کے بعد حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی' مولانا محمد علی جالندھری' مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد دیگرے مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر رہے۔ حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ وصال کے بعد شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت قبول کرنے کے لئے مقتدر شخصیات نے گزارش کی۔ ان دنوں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں مدرس تھے اور دس دن "ماہنامہ بینات کراچی" کے لئے دیا کرتے تھے۔ مولانا لدھیانوی شہیدؒ سے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ آپ مستقل کراچی آجائیں' حضرت لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اس کے لئے آمادہ نہ تھے اب مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت قبول کرنے کے لئے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے بھی حضرت بنوریؒ سے استدعا کی تو حضرت بنوریؒ نے فرمایا کہ اگر میں مجلس کی امارت قبول کرلوں تو آپ مجلس کے مرکزی دفتر ملتان آجائیں گے؟ حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے عرض کیا : "بسروچشم" ۹/ اپریل ۱۹۷۴ء کو حضرت بنوریؒ نے مجلس کی امارت قبول کی ۲۹/ مئی ۱۹۷۴ء چناب نگر (ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر سانحہ پیش آیا۔ قادیانیوں کے خلاف بھرپور تحریک چلی جس کے نتیجہ میں ۷/ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے دیا۔ جب مبارک باد کے لئے حضرت لدھیانوی شہیدؒ اپنے مرشد و مربی حضرت بنوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت بنوریؒ نے فرمایا : وعدہ یاد ہے؟ آپ نے عرض کیا یاد ہے' چنانچہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان تشریف لائے۔ فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ کی رہنمائی میں آپ نے قادیانیت کا ڈیڑھ دو سال میں بھرپور مطالعہ کیا' مختلف رسائل ترتیب دیئے۔ ان رسائل میں : (۱) قادیانیوں کو دعوت اسلام' (۲) ربوہ سے تل ابیب تک (۳) مراقی نبی (۴) مرزائی اور تعمیر مسجد (۵) مرزا کا اقرار (۶) قادیانیت علامہ اقبالؒ کی نظر میں شامل ہیں۔ علاوہ ازیں ملتان دفتر میں قیام کے دوران شیخ الاسلام حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تصنیف "خاتم

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی حیاتِ مبارکہ : ایک نظر میں

نام :	محمد یوسف لدھیانوی
والد ماجد :	الحاج چوہدری اللہ بخش
ولادت :	۱۳۵۱ھ - ۱۹۳۲ء (تقریباً)
موضع پیدائش :	عیسیٰ پور ضلع لدھیانہ
ابتدائی تعلیم (فارسی) :	مدرسہ محمودیہ اللہ والا لدھیانہ
ابتدائی تعلیم (عربی) :	مدرسہ انوریہ لدھیانہ
متوسط تعلیم :	مدرسہ قاسم العلوم فقیروالی' بہاولنگر
فراغت و تکمیل :	جامعہ خیرالمدارس ملتان ۱۳۷۲ھ تا ۱۳۷۵ھ
مشہور اساتذہ کرام :	استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ' حضرت مولانا عبدالشکور کامل پوری' حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیروی' حضرت مولانا علامہ محمد شریف کشمیری رحمۃ اللہ علیہ
بیعت :	حضرت اقدس مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ' شیخ الحدیث' قطب العالم حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ
اجازت و خلافت :	قطب العالم' ریحانۃ العصر' حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ' عارف باللہ' حضرت اقدس ڈاکٹر عبدالحئی صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ
تدریس :	ماموں کانجن' جامعہ رشیدیہ ساہیوال' جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن' کراچی
منصب :	مرکزی نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ مہتمم جامعہ زکریا الخیریہ و خانقاہ یوسفیہ چشتیہ
ادارت :	ماہنامہ بینات ۱۹۶۶ء تا روز شہادت
صحافت / کالم نگاری :	روزنامہ جنگ' ۱۹۷۸ء تا روز شہادت' ہفت روزہ ختم نبوت' ماہنامہ اقرا ڈائجسٹ
تصنیف و تالیف :	سینکڑوں مضامین اور بیسیوں رسائل کے علاوہ کئی بلند پایہ کتب تصنیف کیں۔
شہادت :	۱۳ صفر ۱۴۲۱ھ / ۱۸ مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعرات

النبیین" کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا جو ایک یادگار اور تاریخی کام ہے اور جس کی افادیت اہل علم پر پوشیدہ نہیں۔ اسی زمانہ میں قادیانیوں سے ستر سوالات' "اشد العذاب علی مسیلمۃ الفنجاب" مجموعہ رسائل مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری' رئیس قادیان' مصنفہ مولانا محمد رفیق دلاوری' اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ مصنفہ مولانا نور محمد اور التصریح بما تواتر فی نزول المسیح مصنفہ مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ' مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی شعبہ نشر و اشاعت سے آپ نے شائع کرائیں۔ غرض آپ کو جب سے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے شعبہ نشر و اشاعت کا سربراہ مقرر کیا' آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے اسے چار چاند لگا دیئے اس دوران میں تحفظ ختم نبوت اور دار العلوم دیوبند کے عنوان پر آپ نے گراں قدر تحقیقی مقالہ تحریر کیا' جس کی ضخامت ڈیڑھ صد صفحات پر مشتمل ہے' حضرت بنوریؒ کی وفات کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد منتخب ہوئے اور نائب امیر حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ اس دورانیہ میں بھی حضرت لدھیانوی شہیدؒ مجلس کے شعبہ نشر و اشاعت کے سربراہ رہے۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن کے وصال کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کو مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکزی نائب امیر منتخب کیا گیا' تب سے لے کر آخری سانس تک آپ اس عہدہ جلیلہ پر فائز رہے۔

متعلقین جانتے ہیں کہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد ایک مجاہد فی سبیل اللہ بزرگ اور ممتاز دینی رہنما ہیں۔ آپ کی قیادت و سیادت پر اس وقت اہل علم متفق و متحد ہیں۔ آپ بیان نہیں فرماتے' برطانیہ میں ایک موقع پر کسی نے عرض کیا (فقیر اس موقعہ پر موجود تھا) کہ حضرت آپ تقریر نہیں فرماتے۔ آپ نے فی البدیہہ فرمایا کہ میری زبان مولانا محمد یوسف لدھیانوی ہیں جس نے مجھے سنتا ہے' وہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی تحریر و تقریر میں سنے' حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ ۱۹۷۴ء کے اواخر سے لے کر تادم واپسیں عالمی مجلس ختم نبوت کی قیادت و سیادت فرماتے رہے۔ اس دوران میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے جو ترقی کی وہ آپ کی گراں قدر خدمات کے اظہار کا ایک روشن باب ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جدید مرکزی دفتر ملتان' کراچی دفتر و مسجد باب الرحمت' لندن کا دفتر اور چناب نگر مدرسہ و جامع مسجد کی تعمیر میں آپ کا بڑا کردار ہے اور یہ سب ادارے آپ کی باقیات الصالحات میں سے ہیں۔ آپ نے افریقہ' برطانیہ' انڈونیشیا' غرض عرب و عجم' مشرق و مغرب کے کئی ممالک کے تبلیغی دورے کئے اور لاکھوں لوگوں کو قادیانی فتنہ کی سنگینی اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے روشناس کیا' وفاقی شرعی عدالت' سپریم کورٹ اور دیگر کئی عدالتوں میں آپ کے ایمان پرور حقائق افروز تاریخی بیانات ہوئے جن کے باعث پاکستان کی عدالت عالیہ و عدالت عظمیٰ نے قادیانیت کے کفر پر مشتمل تاریخی فیصلے صادر کئے' جنوبی افریقہ کی عدالتی کارروائی میں آپ برابر شریک رہے۔

آپ نے قادیانی عقائد اور نظریات کے خد و خال واضح کرنے کے لئے "تحفہ قادیانیت" کے نام پر تین ضخیم جلدوں میں کتاب تحریر فرمائی اس کی چوتھی جلد بھی زیر ترتیب ہے۔ آپ کی گراں قدر کتاب تحفہ قادیانیت کے کئی ابواب کا انگلش' عربی' سندھی' پشتو اور دیگر کئی زبانوں میں ترجمہ ہوا اور ان میں سے کئی ابواب اب انٹرنیٹ پر بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

غرض آپؒ کی ذات گرامی سے قدرت حق نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وہ کام لیا جس کی اس وقت پوری دنیا میں نظیر نہیں پیش کی جاسکتی۔ آپ تحریر و تقریر کے دھنی تھے اور اس وقت قادیانیت کے خلاف کام کرنے والی ٹیم میں آپ کی ذات گرامی کو اتھارٹی کا درجہ حاصل تھا۔ چناب نگر میں ہر سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دار المبلغین میں سینکڑوں علماء کرام کو آپؒ نے درس رد قادیانیت کا کورس کرایا' بلاشبہ اس محاذ پر آپ سے قدرت حق نے وہ کام لیا۔ جس پر آپ کی ذات کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ تاجروں کی ہڑتالوں سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ (گورنر پنجاب)

✪ "بندہ ڈھیٹھ ہونا چاہی دا اے" (آدمی کو ڈھیٹ ہونا چاہئے!)

☆ عدلیہ اور پریس احتساب سے مستثنٰی ہیں۔ (احتساب بیورو کے سربراہ جنرل امجد کا بیان)

✪ "تمیز عدلیہ و پریس" فساد آدمیت ہے۔

☆ کائنات کی بقا عورتوں کے دم قدم سے ہے۔ (کوفی عنان)

✪ لگتا ہے عورتوں کا "جادو" اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل پر چل چکا ہے۔

☆ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ میں فاصلے کم ہو جائیں گے۔ (اعتزاز احسن)

✪ ہمیں تو ڈر یہ ہے کہ یہ فاصلے کہیں ختم ہی نہ ہو جائیں۔

☆ کشمیر کی آزادی کے لئے خالصتان کا قیام ضروری ہے۔ (سکھ رہنماؤں کا بیان)

✪ خالصتان کے قیام کے بعد ہی "راج کرے گا خالصہ" کا نعرہ حقیقت کا روپ دھارے گا۔

☆ سی آئی اے نے ۲۵ ہزار غیر ملکیوں کو افغانستان میں جہاد کا راستہ دکھایا۔ (وزیر خارجہ)

✪ "یہ" الزام پاکستان کو دیتے تھے قصور "انکل سام" کا اپنا نکل آیا!

☆ حکومت ڈاکوؤں کے لئے ڈاکو میٹیشن کر رہی ہے۔ (حافظ حسین احمد)

✪ بلکہ حکومت تو ڈاکوؤں کے ذریعہ ڈاکو میٹیشن کر رہی ہے۔

☆ تاجروں کی ہڑتال ختم کرانے کے لئے ایگزیکٹو آرڈر جاری کرنے پر غور۔ (ایک خبر)

✪ ہڑتالی تاجروں کے بوتل سے نکلے ہوئے "جن" کو قابو کرنا آسان نہیں!

☆ ہتھیاروں کے حوالے سے پاکستان خود کفیل ہو چکا ہے۔ (ایٹمی سائنسدان)

✪ گندم کے بعد ہتھیاروں میں خود کفالت کے بعد بھی عوام کی حالت نہ بدلی تو...

☆ چینی (۲۶) روپے فی کلو فروخت ہونے لگی۔ (ایک خبر)

✪ حکومت شاید اب بھی یہی کہے گی کہ "نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز"

☆ نظریہ ضرورت کے تحت حکومت ہمارے حوالے کی جائے۔ (قاضی حسین احمد)

✪ "اک عرض تمنا ہے سو ہم کرتے رہیں گے"

☆ فوج سیاستدانوں سے فوری مذاکرات کرے۔ (اعجاز الحق)

✪ ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں' آگے آپ کی مرضی!

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

نائب امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید صاحب کا دورۂ راولپنڈی

جناب حافظ عاکف سعید صاحب نائب امیر تنظیم اسلامی کا ۷ مئی بروز اتوار راولپنڈی کے دورے کا پروگرام طے تھا۔ ۶ مئی بروز ہفتہ کو جناب عاکف سعید صاحب راولپنڈی تشریف لائے۔ ۷ مئی بروز اتوار کو جناب حافظ عاکف سعید صاحب نے راولپنڈی پریس کلب میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ جس میں ملک کے تمام اہم اخبارات کے نامہ نگاروں نے شرکت کی۔

جناب حافظ عاکف سعید صاحب نے اس پریس کانفرنس میں اہم ملکی معاملات' تنظیم کے لائحہ عمل اور ترجیحات پر اپنی قیمتی رائے سے نوازا۔ اس پریس کانفرنس کو تمام اخبارات نے پوری کوریج دی اور اگلے دن اس کو نمایاں طور پر شائع کیا۔

روزنامہ اوصاف کے نمائندوں نے دفتر حلقہ میں جناب حافظ عاکف سعید صاحب کا انٹرویو لیا۔ جو کہ ۸ مئی بروز سوموار کو روزنامہ اوصاف میں شائع ہوا۔ اس انٹرویو میں حافظ عاکف سعید صاحب نے نمائندہ اوصاف کے استفسار کے جواب میں امام مہدی کے ظہور' امریکہ سے پاکستان کو لاحق خطرات اور اسلام کے نفاذ جیسے موضوعات پر اظہار خیال کیا۔

۷ مئی بروز اتوار شام کو ۶ بجے حافظ عاکف سعید صاحب راولپنڈی کینٹ میں رؤف اکبر صاحب کے گھر تشریف لے گئے جہاں انہیں درس دینا تھا۔ نماز مغرب باجماعت ادا کرنے کے بعد رؤف اکبر صاحب کے گھر میں نشست ہوئی۔ اس موقع پر سب سے پہلے رؤف اکبر صاحب نے تمام حاضرین کو خوش آمدید کہا۔ بعد میں ناظم حلقہ نے مدرس کا تعارف کرایا۔ اس تقریب میں تنظیم اسلامی کے تمام اہم رفقاء و امراء شامل تھے۔ تعارف کے بعد جناب حافظ عاکف سعید صاحب نے درس قرآن کا آغاز کیا۔ آپ نے ایک نہایت جامع مدلل اور دل افروز درس دیا جسے سن کر حاضرین محفل کے دلوں میں ایمان کی شمعیں روشن ہو گئیں۔ خطاب کے بعد نماز عشاء باجماعت ادا کی گئی۔ یہ محفل رات گئے تک جاری رہی اور آخر میں سبھی حاضرین محفل اپنے دلوں میں ایمان و عزم کی ایک نئی تازگی لے کر رخصت ہو گئے۔

(مرسلہ : شمس الحق اعوان)

"پاکستان فیصلہ کن دوراہے پر"
سمن آباد میں بذریعہ ویڈیو دکھایا گیا

امیر محترم کا یہ خطاب بذریعہ پروجیکٹر بڑی سکرین پر ۱۲ مئی بعد نماز مغرب تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کے سبزہ زار سمن آباد میں دکھایا گیا جبس اور گرمی کے باوجود سو اصد کے قریب رفقاء اور احباب نے بڑی دلجمعی اور انہماک سے یہ پروگرام ملاحظہ فرمایا آخر میں احباب کی کھانے سے تواضع کی گئی۔ نماز عشاء کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ : غازی محمد وقاص)

ذیلی حلقہ سرحد وسطی
کے زیر اہتمام پروگرام

تنظیم اسلامی ذیلی حلقہ سرحد وسطی میں نئے شامل ہونے والے رفیق تنظیم سب انسپکٹر مسرت شاہ نے کواپریٹو سوسائیٹز نوشہرہ کے دفتر میں اپنے ساتھیوں کے سامنے دین کے جامع تصور کو واضح کرنے کے لئے ایک پروگرام کا اہتمام کیا۔ اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے مورخہ ۳ مئی کو آزر بختیار خلیجی صاحب اور قاضی فضل حکیم اسسٹنٹ رجسٹرار کو آپریٹو سوسائیٹز کے دفتر تشریف لے گئے۔ فضل حکیم نے نہایت مدلل انداز میں "فرائض دینی کے جامع تصور" پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی۔ اس کے بعد سوال و جواب / افہام و تفہیم کی نشست ہوئی۔ سامعین میں سے اکثر حضرات نے تنظیم اسلامی کے پروگرام "نظام خلافت کا قیام" سے مستفیض ہونے کا ارادہ ظاہر کیا۔ آخر میں "فرائض دینی کا جامع تصور" نامی کتاب سامعین میں مفت تقسیم کی گئی۔

تنظیم اسلامی اسرہ دیر کے زیر اہتمام ایک
روزہ دعوتی اجتماع

تنظیم اسلامی اسرہ دیر کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی اجتماع بمقام چکیاتی منعقد ہوا۔ جس مین مالاکنڈ ڈویژن کے ناظم دعوت جناب غلام اللہ خان صاحب نے بھی شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز بعد از نماز عصر شروع ہوا۔ اعلان کے مطابق مولانا صاحب نے موجودہ دور میں امت مسلمہ کو درپیش مشکلات اور ان کا حل پر مفصل خطاب فرمایا۔ مولانا نے سورۃ الروم کی آیت نمبر ۴۱ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ آج کل جتنی مشکلات امت مسلمہ کو درپیش ہیں اس کا سبب اصل میں یہ ہے کہ مسلمانوں نے قرآن سے روگردانی کی ہے اور یہود کی سازش ہے کہ عالم اسلام کا جنازہ نکالا جائے۔ اسی بنا پر نہ تو پاکستان G-7 اور G-8 میں ہے اور نہ سلامتی کونسل میں اس کی کوئی حیثیت ہے۔ مولانا نے صدر کلنٹن کا دورہ پاک بھارت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نے پاکستان کو ۱۰ نکاتی ایجنڈا دیا ہے اور ہمارے حکمران اسی ایجنڈے پر عمل درآمد شروع کر چکے ہیں۔ مولانا صاحب نے کہا کہ موجودہ مسائل کا حل اس کتاب الٰہی کی طرف دوبارہ رجوع کرنے میں مضمر ہے کہ اگر ہم نے اس قرآن کی طرف دوبارہ رجوع کیا اور اس کو ہم نے اپنا رہنما بنایا تو ممکن ہے کہ اسلام پوری دنیا میں دوبارہ اپنا مقام حاصل کرے۔ اس نشست میں رفقاء کے علاوہ قریباً ۸۰ افراد نے بڑی دلجمعی سے شرکت کی۔ نماز مغرب سے پہلے ایک گشت نزدیک علاقہ ڈوڈا بج لگایا گیا تاکہ کل کی خصوصی نشست کے لئے عام دعوت دی جائے۔ نماز مغرب کے بعد دونوں مسجدوں میں خطابات ہوئے ایک میں مولانا صاحب نے عبادت رب پر مختصر مگر جامع اور دوسری مسجد میں رفیق تنظیم جناب ہدایت اللہ فاروقی نے مفصل خطاب فرمایا۔ بعد از عشاء لاہور وسطی کے رفیق' جو ایک سالہ کورس کر رہے ہیں' ممتاز بخت صاحب نے درس قرآن دیا۔ ان تینوں پروگراموں میں کل ۱۲۰ افراد نے شرکت کی۔ نماز فجر کے بعد مولانا موصوف نے عظمت قرآن کے موضوع پر مفصل درس قرآن دیا۔ جس میں قریباً ۱۳۰ افراد نے شرکت کی۔

ناشتہ اور فراغت کے بعد ۸ بجے صبح خصوصی نشست کا پروگرام تھا۔ جس میں نزدیک علاقوں سے قریباً ۱۱۸ افراد نے شرکت کی اور مولانا صاحب نے منہج انقلاب نبوی ﷺ پر سلسلہ وار مفصل ڈیڑھ گھنٹے کا خطاب فرمایا۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ جس میں مختلف سوال پوچھے گئے جس کے جوابات پر انہیں مطمئن کر دیا گیا اور اس کے ساتھ ایک روزہ دعوتی اجتماع اختتام پذیر ہوا اور رفقاء اپنے اپنے گھروں کو واپس روانہ ہوئے۔ (رپورٹ : سعیداللہ خان)

تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع میں شرکت
ایمان کے درجات میں بلندی کا ذریعہ بنی

ع "ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی"

سالانہ اجتماع منعقدہ ۲ اپریل تا ۵ اپریل قرآن کالج لاہور میں اسرہ پنڈی گھیپ سے بھی چھوٹا مگر بلند عزم اور حوصلے رکھنے والا قافلہ روانہ ہوا جس میں باقی رفقاء کے علاوہ مبتدی ملتزق حاجی عبدالعزیز صاحب بھی شامل تھے۔ جو تنظیم میں تو ۴ سال سے شامل ہیں مگر مصروفیات زندگی کی وجہ سے پہلی دفعہ سالانہ اجتماع میں شریک ہوئے تھے۔ اس پر اثر اور ایمانی جذبات سے بھرپور اجتماع میں شمولیت سے ان کے ایمان و یقین میں اتنی تازگی پیدا ہوئی کہ امیر محترم کے بیان کردہ ایمان کے حصول کے ذرائع میں سے تیسرے ذریعے یعنی اہل ایمان کی صحبت جو ایمان کی بھٹیاں ہوتی ہیں اور ان سے حرارت ملتی ہے کے مصداق نہ صرف اجتماع سے واپسی

پر انہوں نے داڑھی رکھ لی جو کہ ان کے ملتزم ہونے کی راہ میں ایک رکاوٹ تھی۔ بلکہ ان کی ترغیب کی وجہ سے ان کے بوڑھے والد ان کے جوان بھائی اور ان کے دو کان کے ملازم نے بھی ماہ اپریل ہی میں داڑھی رکھ لی۔ اس طرح اس روحانی اجتماع سے جو ایمان کی تازگی وہ لے کر آئے تھے' وہ ان سے بالواسطہ ان کے اردگرد سارے ماحول کے لئے نور ہی نور ثابت ہوئی اور دعوتی کام میں بھی اضافہ ہوا۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے تمام خاندان و احباب کو ان کے اس جذبے سے مستفید فرمائے اور وہ مستقبل میں بھی اس عظیم مشن کو آگے بڑھانے کا سبب بنیں اور دوسروں کو بھی اس راہ کا ساتھی بنانے میں کامیاب ہوں کیونکہ ؎

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلمان میں اسی لئے نمازی!

(مرتب : قاضی عبدالرحمٰن نوید)

بقیہ : عالمی منظر

عورت کے دوائر کار علیحدہ ہیں جو فطری تقسیم ہے ان دوائر سے باہر نکل کر جو کام کئے جائیں وہ غیر فطری ہوں گے جن کا نتیجہ ہولناک تباہی ہوتا ہے۔

دراصل یو این کی جنرل اسمبلی کے خصوصی اجلاس کے لئے یہ **ایجنڈا** جنہوں نے تیار کیا ہے ان کے سامنے مسیحی اور دیگر مذاہب کے پس منظر تھے جن میں عورتوں کے حقوق کا کوئی تصور ہی سرے سے موجود نہیں۔ اس کے خلاف بغاوت میں عورت نے ان تمام ناروا پابندیوں کے ساتھ جائز پابندیوں کے بند بھی توڑ ڈالے احساس کمتری کی وجہ سے اس نے مساوات مرد و زن کا نعرہ لگا کر مرد بننے کی کوشش کی جس کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر مغرب کی تاجرانہ ذہنیت والی قوموں نے اسے بازار کی جنس بنا دیا اور اس سے نفع اندوزی اور اپنی عیش کوشی اور جنسی لذت پرستی کے لئے جس طرح چاہا استعمال کیا۔ اقبالؒ کی چشم بصیرت نے پچھلی صدی کے آغاز ہی میں دیکھ لیا تھا کہ یہ بے لگام آزادی عورت کے ساتھ کیا حسن سلوک کرے گی۔ چنانچہ جاوید نامہ میں سیارۂ مریخ کے سیر چشم کشا میں اکیسویں صدی کی الٹرا ماڈرن عورت کے خد و خال کو نمایاں کر کے دکھایا ہے کہ وہ کس طرح جلسہ عام میں عورتوں کو ورغلا کر مردوں کو اپنا غلام بنانے کے لئے زور خطابت دکھلا رہی ہے۔ معلوم یوں ہوتا ہے کہ علامہ کے یہ اشعار اسی ایجنڈے کے لئے لکھے گئے تھے۔ انہیں اسی نڈر بے باک عورت کی زبانی سنئے :

اے زناں' اے مادراں' اے خواہراں
زیستن تاکے مثال دلبراں
از امومت زرد روئے مادراں
اے خنک آزادی بے شوہراں

اخلاق باختہ' فحاشی اور عریانی کے مشرق اور مغرب کے سوداگروں کا یہ عالمی ادارہ حقوق انسانی' حقوق نسوانی' امن و آتشی' جنسی مساوات اور جنسی آزادی کے نام پر فرائڈ کے غیر فطری اور غیر اخلاقی نظریات کے مطابق اپنی بے لگام جنسی اور حیوانی خواہشات کی تکمیل کے لئے تمام اخلاقی اور شرافت کے حدود و قیود کو پھلانگتا چلا جا رہا ہے وہ یہ فراموش کر بیٹھا ہے کہ اخلاقی پابندیوں سے آزادی کے بعد مرد اور عورت دونوں اپنی قدر و قیمت کھو بیٹھیں گے۔ عورت صرف کسب اور کمائی کی مشین بن کر رہ جائے گی جسے معاوضہ دے کر مرد اپنی لذت کوشی کے لئے خرید سکے گا جس سے تمام خاندانی نظام درہم برہم ہو کر رہ جائے گا اور زندگی اپنا توازن برقرار نہیں رکھ سکے گی۔ انسان تباہی کے بھیانک غار کی طرف بگ ٹٹ چل پڑیں گے جس کا انجام انسانیت کی اجتماعی تباہی کی صورت میں ظاہر ہو گا۔

پاکستان اور تمام اسلامی ملکوں کو متفقہ طور پر اس قرارداد کی اپنی پوری قوت کے ساتھ مخالفت کرنا چاہئے اور اس اجلاس کو آگاہ کرنا چاہئے کہ ایسی قرارداد خود یو این او کے چارٹر کے خلاف ہے جس میں تمام انسانوں کو اپنے دین و مذہب کے مطابق عمل کرنے کی مکمل آزادی ہے۔ ایسے بے ہودہ اور غیر اخلاقی قرارداد پر دستخط اپنے پروانہ موت پر دستخط کرنے کے مترادف ہو گی اور اسلامی ملک اپنی آزادی اور خود مختاری کھو بیٹھیں گے۔ اس نازک مرحلہ پر پاکستان کو اپنا اسلامی کردار ادا کرنا ازبس ضروری ہے کیونکہ یہ دنیا کی واحد اسلامی نظریاتی مملکت ہے۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

ماہانہ دعوت فورم

ان شاء اللہ جمعۃ المبارک 16 جون بعد نماز مغرب
866۔ این پونچھ روڈ سمن آباد لاہور میں

انقلاب محمدیؐ اور ہماری ذمہ داریاں

کے موضوع پر تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کا
ماہانہ دعوتی پروگرام منعقد ہو رہا ہے۔

زیر صدارت : میجر جنرل (ر) ایم ایچ انصاری

مقررین :

☆ ڈاکٹر عارف رشید
(امیر تنظیم اسلامی لاہور شرقی)

☆ حافظ شفیق الرحمٰن
(کالم نگار روزنامہ دن لاہور)

شرکت کی عام دعوت ہے

انتقالِ پُرملال

شعبہ اکیڈمک ونگ قرآن اکیڈمی کے رفیق کار برادرم انور کمال میو کے دادا جان یکم جون کو قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ قارئین ندائے خلافت اور رفقاء و احباب سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ فی رحمتک وحاسبہ حسابًا یسیرا

سردار سلیم خان گوپانگ شہید' جو تنظیم میں شامل ہونے کے خواہش مند تھے

سردار سلیم خان' علی پور' ضلع مظفرگڑھ عرصہ دراز تک سعودی عرب میں مقیم رہے' امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے فکر سے متفق تھے مگر سوچ بچار میں رہے کہ شامل قافلہ ہو جاؤں یا ابھی اور تحقیق کر لوں۔ وطن آ کر کونسلر منتخب ہوئے مگر انتخابی سیاست سے بیزار ہو گئے۔ تحریک الحق بنائی' مگر ناکام رہے۔ اپریل ۲۰۰۰ء میں راقم الحروف کے ہاں لاہور آ کر قیام کیا۔ اس دوران نہی عن المنکر کی تحریک میں شامل ہونے کی طرف مائل تھے۔ انہوں نے امیر تنظیم کی امت مسلمہ کے سہ نکاتی لائحہ عمل کے موضوع پر کتاب اور تقریر کی کیسٹ خاص طور پر حاصل کی جس کو ملتان سے حاصل کرنے کے لئے ملتان ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی سے ملے اور قافلہ تنظیم میں شمولیت کا ارادہ ظاہر کیا اور راقم کو بھی بتلایا۔ راقم سے شرائط شمولیت تنظیم کی تفصیل معلوم کی۔ اور ماہانہ مبتدی رپورٹ بھی لے گئے۔

عجیب اتفاق عرصہ پندرہ سال تنظیم کی فکر کو سمجھنے میں لگ گئے۔ آخر ارادہ شمولیت کیا لیکن موت نے وفا نہ کی۔ ۱۳/ مئی ۲۰۰۰ء علاقہ کی پنچائیت کے اجلاس سے فارغ ہو کر نکلے ہی تھے' بیڑے میں سوار ہو کر علی پور کو جانے لگے کہ راہ میں شقیق القلب درندوں نے سردار سلیم خاں پر فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ رفیق تنظیم بننے سے پہلے رفیق الاعلیٰ ہو گئے۔ موصوف کے ۳ بیٹے حافظ قرآن اور ۲ بیٹیاں ہیں۔ بڑے لڑکے کو قرآن کالج لاہور میں داخل کروایا تھا۔

قارئین سے ان کی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ اچھے عزم اور ارادے لئے ہوئے بارگاہِ رب العزت حاضر ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نسل کو فکر و جہد کے لئے قبول فرمائے۔ آمین یا رب للعالمین

(از قلم : محمد بن عبدالرشید رحمانی)

Vol : 9 Regd. CPL No.127 No.22
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

عالمی منظر

یو این او کا گمراہ کن عالمی مینڈیٹ

تحریر : محمد اسماعیل قریشی 'سینئر ایڈووکیٹ

میرے ایک دیرینہ کرم فرما مولوی کمال الدین کامل یو این او کو سپرپاور امریکہ اور یورپی اقوام کی ایک ایسی غیر منکوحہ لونڈی بتلاتے ہیں جسے ان کے سامنے مجال دم زدن نہیں اور وہ اسے جس طرح چاہیں استعمال کرتے رہتے ہیں۔ ان کی یہ بات کوئی ایسی غلط بھی نہیں کیونکہ یو این او کے تردماغ پنڈتوں نے فرائڈ کی تعلیمات کی روشنی میں کئی سالوں کی مسلسل کوششوں سے ایک ایسی عالمی دستاویز تیار کی ہے جس میں یو این کے ممبر ملکوں کے لئے ہدایات درج ہیں' جنہیں بائبل کے احکام ربانی کی طرح یو این او کا "نیا فرمان عالمی" کہا جا سکتا ہے۔ جس میں گناہ و ثواب' فرسودہ مذہبی اعتقادات اور دین واخلاق میں جرم و سزا کے قوانین کو جنسی مساوات اور آزادی نسواں کے انسانی حقوق کے منافی ہونے کی بنا پر ناجائز اور قابل تنسیخ قرار دیا گیا ہے۔ اس بارے میں ایک اہم قرارداد یو این کی جنرل اسمبلی کے خصوصی اجلاس (۵ تا ۹ جون) میں زیر غور ہے جس کا عنوان "اکیسویں صدی کی عورت اور مرد کی جنسی مساوات" ہے۔ اس اجلاس میں یو این کے ممبر جن میں اسلامی ملکوں اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نمائندے شامل ہیں۔ یہ قرارداد اس خصوصی اجلاس میں منظوری کے لئے پیش کی جائے گی۔

یو این او کا یہ خصوصی اجلاس دراصل گزشتہ صدی میں عالمی ہیومن رائٹس کانفرنس کا تسلسل ہے جسے میں کنڈوم کلچر کے فروغ کے لئے سفارشات منظور کی گئی تھیں۔ کنڈوم کے استعمال سے غیر شادی شدہ مردوں اور عورتوں کے اختلاط سے پیدا ہونے والی قانونی اور غیر قانونی پیچیدگیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس نئے عالمی فرمان کی چند دفعات قابل ملاحظہ ہیں :

آرٹیکل۔۱۰۲۔ج : ایسے تمام قوانین نظر ثانی کے بعد منسوخ کر دیئے جائیں جو "جنسی امتیازات" پر مبنی ہوں۔ ہم جنس پرستی (homosexuality) کے تعزیری جرم ہونے کی وجہ سے نہ صرف "جنسی امتیازات" (sexual discrimination) بڑھ جاتے ہیں بلکہ اس کی وجہ سے عورتوں پر مبنی تشدد کے واضح امکانات موجود ہیں۔ (اس اعلیٰ منطقی استدلال کو سمجھنا ہر بندے کے بس کی بات نہیں) "عورتوں کو ان کے باہمی اختلاط" (lesbianism) کی بنا پر انہیں خوف زدہ کرنے کی کوشش کو غیر شائستہ اور ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ ایسی کوشش "جنسی آزادی" اور "جنسی مساوات" کی راہ میں رکاوٹ ہے جسے عالمی ضمیر قبول نہیں کر سکتا۔ عجیب اتفاق ہے کہ بوسنیا ہرزگووینا' کسووا' جموں و کشمیر میں اپنے مادر وطن کی حق آزادی کے لئے لڑنے والی خواتین کے ساتھ جو اجتماعی جنسی تشدد کی وارداتیں ہوتی رہی ہیں ان کے بارے میں عالمی ضمیر کو کوئی جنبش نہیں ہوئی۔ غالباً ایسی واردات جو طاقتور اقوام' کمزور قوموں کی بے بس خواتین کے ساتھ کرتی ہیں وہ یو این او کے عالمی قانون کی مستثنیات (exceptions) میں آتا ہے۔ اس آرٹیکل میں یہ بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ یو این او اس امر سے بخوبی آگاہ ہے کہ دنیا کے مختلف خاندانوں کے کلچرل' سیاسی اور سماجی معاشروں میں "ہم جنس پرستی" "عورتوں کے باہمی اختلاط" (Lesbianism) اور غیر شادی شدہ جوڑوں میں ازدواجی تعلقات کے رواج موجود ہیں' جن کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اس عالمی حقوق نسوانی کی مرتب کردہ دستاویز میں اس بات پر سخت برہمی کا اظہار کیا گیا ہے کہ عورتوں کو پیداواری عمل کے دوہرے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور اس کثرت کار کی وجہ سے انہیں کام کا بار گراں (work load) اٹھانا پڑتا ہے لیکن اس مظلوم طبقہ کو مساوی حق محنت تو کجا اپنے کاموں کا پورا معاوضہ بھی نہیں دیا جاتا جس کی وجہ سے وہ اپنی غربت کا بھی خاتمہ نہیں کر سکی ہیں۔ اس لئے اس فرمان کی رو سے انہیں نہ صرف گھریلو کام کاج کا بلکہ دوہری پیداواری عمل کے مطابق اس کا پورا پورا محنتانہ (wages) ادا کئے جائیں۔ سب سے زیادہ توجہ عورتوں کی تعلیم پر دی گئی ہے۔ ان کے نصاب تعلیم میں یہ بھی شامل کیا گیا ہے کہ عورتیں اپنا حق مساوات استعمال کرتے ہوئے گھریلو کام کاج سے انکار کر دیں تاکہ یہ غیر مساواتی امتیاز ختم ہو سکے۔

یو این او کے اس عالمی فرمان میں عورتوں کے غصب شدہ حقوق کے بارے میں اور بھی آرٹیکلز تفصیلات کے ساتھ موجود ہیں جن کی اس مختصر مضمون میں گنجائش نہیں۔ البتہ اس دستاویز میں اس کے عالی دماغ اور روشن خیال مصنفین نے ایک ایسی ستم ظریفانہ اصطلاح ایجاد کی ہے جس سے دنیا کی تمام زبانیں آج تک ناآشنا تھیں۔ عصمت فروش عورتوں (Prostitutes) کے لئے انہوں نے "جنسی کاریگر" (sexual workers) کی نادر اصطلاح سے انگریزی زبان کو مالا مال کیا ہے۔ اس فرمان میں ان کے پیشہ ورانہ حقوق کی ضمانت دی گئی ہے لیکن مردوں میں بھی ان "جنسی کاریگروں" یا "جنسی محنت کاروں" کی طرح ایک ہم پیشہ طبقہ موجود ہے جسے "مخنث" کہا جاتا ہے جو ڈنکے کی چوٹ پر عورتوں کی ہمسری کا دعویدار ہے معلوم نہیں کیوں یو این او نے جنسی مساوات کے ایسے طرفدار طبقہ کو یکسر نظرانداز کر دیا۔

عام قارئین یو این کی ملینیم 2000ء کی اس کارگزاری کو شاید عالمی ادارے کے کسی پراگندہ ذہن کی منصوبہ بندی خیال کریں اور ایسا سمجھنے کے لئے معقول وجوہات بھی ہیں کیونکہ خیر سے مسلمان ملکوں کی اچھی خاصی تعداد اس عالمی ادارے میں شامل ہے۔ لیکن ان ملکوں میں کہیں سے بھی اس ابلیسانہ ایجنڈے کے خلاف پوری قوت کے ساتھ کوئی مردانہ آواز نہیں اٹھی۔ بھاری رقوم پر چلنے والی این جی اوز تو اس ایجنڈے کی کامیابی کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ ہمارے علماء کو اپنے گروہی دینی مشاغل سے فرصت نہیں' سیاست کاروں کو جوڑ توڑ سے فراغت نصیب نہیں' اسلام پسند دانشوروں اور ہماری میڈیا نے بھی اس انسانیت سوز مہم کے خلاف کوئی خاص توجہ مبذول نہیں کی جس کی وجہ سے یہ ایجنڈا عوام کی نظروں سے اوجھل رہا ہے جبکہ حقیقتاً اور واقعتاً این او کی جنرل اسمبلی کے ماہ رواں کے خصوصی اجلاس میں یہ ایجنڈا منظوری کے لئے پیش ہو گا یہ ایک انتہائی گھناؤنی بین الاقوامی سازش ہے ہمارے دین و مذہب کے خلاف' اخلاق و شرافت اور شائستگی کے خلاف۔ ہمارے دین' ہمارے آئین' اور ہمارے قانون کی اساس ہی اخلاق پر ہے۔

عورت کو جو مقام اور مرتبہ اسلام نے دیا ہے کیا یو این او کے بزرجمہر اس سے واقف نہیں! اسلام نے ماں کے قدموں کے نیچے جنت جو ایک مسلمان کے لئے آخرت کا سب سے بڑا انعام ہے لا کر رکھ دی ہے۔ عمل کی جزا اور سزا میں مردوں اور عورتوں کے یکساں حقوق ہیں۔ عورت کو خاندانی نظام میں "خاتون خانہ" کا مرکزی مقام حاصل ہے۔ وہ اپنے روزگار سے حاصل ہونے والی آمدنی کی بلاشرکت غیرے خود حقدار ہے البتہ اسلام میں مرد اور

(باقی صفحہ ۱۱ پر)